وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا
مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝ ٨٣ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ
وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ۝ ٨٤ فَأَثَابَهُمُ
اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ
جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ ٨٥ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ ٨٦

اور وہ جب اس (کلام) کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر اتارا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں دیکھیں گے
کہ ان سے آنسو بہ رہے ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے
پروردگار ہم ایمان لے آئے سو تو ہم کو بھی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے * اور ہمیں کیا ہے کہ ہم
ایمان تو نہ لائیں اللہ اور (اس) حق پر جو ہمیں (اب) پہنچا ہے اور (پھر) امید اس کی
رکھیں کہ ہمارا پروردگار ہم کو صالح لوگوں کی صحبت میں داخل کر دے گا * تو اللہ ان کو اس
قول کے عوض میں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی ان میں وہ
(ہمیشہ) رہیں گے اور نیک کاروں کا یہی معاوضہ ہے * اور جو لوگ کفر کرتے اور ہماری
نشانیوں کو جھٹلاتے رہے تو وہی دوزخ والے ہیں۔ (۵/۸۳ تا ۸۶)

۸۳۔ اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی وحی کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھوں کو دیکھیں گے کہ آنسوؤں سے
بھری ہوئی ہوتی ہیں کیوں کہ وہ اس بشارت کو پہچان گئے ہیں جو بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق انہوں نے
اپنی کتابوں توریت، انجیل میں دیکھی تھی چنانچہ وہ کہنے لگتے ہیں کہ اے رب! ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لے آئے اب تو ہم کو اس گروہ میں شامل رکھ جس نے شہادت دی ہے اور ایمان لے آئے ہیں۔ عبد اللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ
یہ آیت نجاشی اور اس کے ساتھیوں سے متعلق نازل ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سے مراد محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت مراد ہے جس نے اپنے نبی کے متعلق گواہی دی ہے کہ نبی پاک نے حق تبلیغ ادا کر دیا اور
رسول کی بھی گواہی دی ہے کہ وہ تبلیغ کا فریضہ ادا کر چکے۔ ابن عباسؓ نے مزید کہا کہ "تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ" وہ کاشتکار
لوگ مراد ہیں جو جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں
قرآن مجید سنایا تو وہ ایمان لے آئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۸۴۔ اور یہود میں سے ان لوگوں کے جواب میں جنہوں نے ان کو اسلام لانے پر ملامت کی یہ کہا کہ ہم اللہ اور
قرآن پر کیوں نہ ایمان لائیں یعنی ہم کو کوئی مانع نہیں ایمان لانے سے جب کہ سبب ایمان کا موجود ہے
اور ہم کو امید ہے کہ ہمارا رب ہم کو مومنین کے ساتھ جنت میں داخل فرما دے گا۔ (تفسیر جلالین)

۸۵۔ پس یعنی اللہ تعالیٰ نے ثواب اور جزا عطا فرمایا تھا اس وجہ سے کہ جو کچھ انہوں نے سچے عقیدے
سے کہا اسی معنی پر "مِمَّا عَرَفُوْا" ... الخ دلالت کرتا ہے * باغات جن کے درختوں، مکانوں اور بالاخانوں

کے نیچے پانی اور شہد اور دودھ کی نہریں چلتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ محسنین کی جزا ہے اور محسنین سے وہ حضرات مراد ہیں جو اپنے اعتقاد اور عمل کو احسن بناتے یا اپنے جملہ امور میں احسان کی عادت رکھتے ہیں۔

۸۶۔ وہ بدنصیب جو پہلے ہی کافر رہے اور اب بھی آیات قرآنیہ، معجزات نبویہ کے انکاری ہو گئے یہ وہ بدنصیب دوزخ والے ہیں جو وہاں ہمیشہ رہیں گے اور سخت سے سخت عذاب پائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

معلومات مزید: سَمِعُوْا: انہوں نے سنا۔ سَمْعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ● تَفِيْضُ: وہ بہتی ہے وہ جاری ہوتی ہے وہ رواں ہوتی ہے (ضَرَبَ) فَيْضٌ سے جس کا استعمال جب آنسو اور پانی کے لئے ہوتا ہے تو جاری ہونے اور بہنے کے معنی آتے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب یہاں آنکھوں کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے ● دَمْعٌ: اشک، آنسو، دُمُوْعٌ اور اَدْمُعٌ جمع ● عَرَفُوْا: انہوں نے پہچانا، انہوں نے جانا مَعْرِفَةٌ اور عِرْفَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● نَطْمَعُ: جمع متکلم مضارع۔ طَمَعٌ مصدر (سمع) ہم امید کرتے ہیں * کسی چیز کی بہت زیادہ خواہش کرنے کو طَمَعٌ یا طَمَاعِيَةٌ کہتے ہیں۔ طَمِعٌ اور طامع بہت زیادہ خواہش کرنے والا۔ چوں کہ طمع عموماً خواہش نفس کے زیر اثر ہوتی ہے اس لئے طمع کا اکثر استعمال لالچ کے لئے ہوتا ہے اور کبھی امید رکھنے کے معنی میں بھی۔ (راغب) ● اَثَابَهُمْ: ان کو بدلہ دیا۔ انعام دیا۔ اَثَابَ صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب یہاں اثابة ثواب اور انعام دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے ● جَنّٰتٍ: جنتیں بہشتیں، باغات، جَنَّةٌ کی جمع، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جَنّٰتٍ بلفظ جمع اللہ تعالیٰ نے اس لئے ارشاد فرمایا کہ جنتیں سات ہیں ۱۔ جنة الفردوس۔ ۲۔ عدن۔ ۳۔ جنة النعیم ۴۔ دار الخلد ۵۔ جنة الماویٰ ۶۔ دار السلام ۷۔ علیین (مفردات راغب) ● اَصْحٰبُ: ساتھی رفیق۔ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی ساتھی اور کبھی مالک کے بھی آتے ہیں ● جَحِيْمٌ: دوزخ، دہکتی ہوئی آگ، جَحْمٌ کے معنی آگ کے سخت بھڑکنے کے ہیں۔ جحیم اسی سے مشتق ہے فَعِيْلٌ بمعنی فاعل کے ہے۔ امام ابن جریج سے مروی ہے کہ دوزخ کے سات طبقے ہیں ۱۔ جہنم ۲۔ لظیٰ ۳۔ حطمہ ۴۔ سعیر ۵۔ سقر ۶۔ جحیم ۷۔ ہاویہ (معالم التنزیل) بحوالہ لغات القرآن

○ اہل کتاب میں سے جو سلیم الطبع تھے انہوں نے اپنی مقدس کتابوں میں اس بشارت کو پایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریف ہوگی اور جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھ لیا اور آپ پر نازل ہونے والے کلام حق قرآن مجید کی آیات جلیلہ کو خود سنا تو بے اختیار ان کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے اور انہوں نے ایمان لایا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ پروردگار ایمان ہمیں شہادت دینے والوں کی جماعت میں شامل فرمائے

○ اللہ، رسول اور قرآن مجید پر ایمان لائے بغیر کس طرح زمرہ صالحین میں شمولیت ہو سکتی ہے اس صراحت سے واضح ہے کہ جب کوئی ایمان اور قرآن اور صاحب قرآن سے وابستہ ہو جائے یعنی صدق دل کے ساتھ مومن ہو جائے

تو اس کی یہ امید صحیح ہے کہ "پروردگار عالم" اسے مومنوں کے ساتھ رکھے گا اور جنت نصیب فرمائے گا ۔

○ دل سے یقین کامل اور زبان سے اقرار حق یعنی ایمان کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کی عطائے خاص ہے
جو راسخ العقیدہ مومن ہی الغنی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ الغنی الحسنی حسنیٰ یعنی باغات عطا فرمائے گا کہ جن کے تمام
قصور و اشجار وغیرہ کے نیچے صاف و شفاف عمدہ پانی، شہد اور دودھ کی نہریں جاری ہوں گی اور ان جنتوں
میں نیک و صالح بندگان حق تعالیٰ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کا انعام و کرم خاص ہے۔ اس قبول حق کرنے جو اہل
ایمان اور اعمال حسنہ اختیار کرنے والے محسنین کی زبانوں پر تھا قادر مطلق ایسی عمدہ و اعلیٰ جزا عطا فرمائے گا

○ انکار حق، انکار انعامات الٰہی، عدول حکمی کرنے والے نافرمان اور منکر ہمیشہ ہی نقصان و زیاں
میں مبتلا "افضال و اکرام الٰہیہ" سے محروم رہا کرتے ہیں ۔ اللہ، رسول، قرآن، شریعت سے دور کافر اور اللہ تعالیٰ
کی نشانیوں کی تکذیب کرنے والوں کا مقدر محض دوزخ میں جلتے جھلستے رہنا ہی ہے ۔ کفر و تکذیب حق کے مرتکب
ہی درحقیقت جحیم والے ہیں جنہیں اپنے کئے کا مزا مل کر رہے گا ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝٨٧ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ
الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝٨٨ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ
يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ
مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٨٩

اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں کو کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کردی ہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور نہ حد سے بڑھو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو حد سے تجاوز کرنے والے پسند نہیں ✶ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو اور اسی اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو کہ جس پر تمہارا ایمان ہے ✶ اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑتا (ہاں) ان قسموں پر گرفت کرے گا کہ جن کو تم نے مستحکم کیا ہے سو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلا دینا ہے کہ جس کو تم گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ پھر جس کو میسر نہ ہو تو تین دن روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم قسم کھا بیٹھو (بشرطیکہ حانث ہو جاؤ یعنی ان قسموں میں پورے نہ اترو۔ صرف قسم کھانے پر کفارہ نہیں بالاتفاق) اور اپنی قسموں کو قائم رکھو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی آیتیں یوں بتلاتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ (۵/ ۸۷ تا ۸۹)

۸۷ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اصحاب النبی کے گروہ کے بارے میں نازل ہوئی انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم ترک شہوات کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ راہبوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے رہیں گے اور دنیا سے بالکل بے نیاز ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ نے انہیں بلا بھیجا اور دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کی ہاں ہمارا ایسا قصد ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دیکھو میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو راہب بننا نہیں اچھا۔ جو میرے طریقہ پر چلا وہ مسلمان ہے اور جو میرا طریقہ اختیار نہ کرے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

✶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں گوشت کھاتا ہوں تو بہت شہوت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کر لیا ہے تو یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ کر لو۔

٭ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بکری کی کلیجی کا تحفہ آیا تو سب مل کر کھانے لگے تو ایک شخص مجلس سے ہٹ گیا
حضرت عبداللہ نے کہا آؤ شریک ہو جاؤ تو وہ کہنے لگا کہ میں نے اس کو نہ کھانے کی قسم کھائی ہے۔ آپ نے فرمایا
آؤ کھاؤ۔ قسم کا کفارہ دے دو پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ٭ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی ایک
ایسی قسم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قسم کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری
لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا ہے ہاں قسم کا عمداً باندھا گیا ہو تو گرفت کرے گا۔ لَا تَعْتَدُوْا کے معنی میں
یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ مباحات کو اپنے اوپر حرام کر کے اپنے نفسوں پر تنگی نہ کرو اور یہ بھی محتمل ہے کہ
یہ مراد ہو کہ حلال کو حرام نہ بناؤ اور حلال سے فائدہ اٹھانے میں حد سے آگے نہ بڑھ جاؤ۔ حلال کو بھی بقدر
کفایت ہی حاصل کرو زائد از ضرورت نہیں۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۸۸۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ حلال وہ رزق ہے جو شرعی طریقوں سے حاصل کیا گیا ہو اور
طیب وہ رزق ہے جو غذا بخش اور نمو آفریں ہو۔ باقی غیر نباتی جامد چیزیں کیچڑ مٹی وغیرہ اور
وہ چیزیں جو غذا بخش نہیں ہیں صرف دوا کے لئے تو ان کو کھانا جائز ہے اور بغیر دوا کے مکروہ ہے
بغوی نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ شیرینی یا شہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مرغوب خاطر تھا (بخاری) حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے
زیادہ مرغوب روٹی کا ثرید اور حیس کا ثرید تھا (ابو داؤد) حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا صابر روزہ دار کی طرح ہے (ترمذی)
بغوی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا ہے کہ جب آیت لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ
نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم ان قسموں کا کیا کریں جو حلال چیزوں کے سلسلے میں ہم
کھا چکے ہیں تو آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ ....الخ نازل ہوئی۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۸۹۔ اے مسلمانو تمہاری لغو قسمیں خواہ غموس (یعنی گزشتہ چیز پر دانستہ طور پر جھوٹی قسم کھائی جائے
اس میں احناف کے نزدیک گناہ تو ہے مگر کفارہ نہیں) ہوں یا لغو ان دونوں میں اللہ تعالیٰ تم پر دنیا والا
مواخذہ یعنی کفارہ واجب نہیں فرماتا ہاں منعقدہ قسمیں جن کو منعقد کرنے کے لئے تم کھاؤ ان پر
پکڑ فرماتا ہے کہ ان کے توڑ دینے کی صورت میں تم پر کفارہ واجب کرتا ہے ان قسموں کے توڑنے کا کفارہ
یہ ہے کہ تم قسم توڑ دینے کے بعد دس مسکینوں کو اپنے گھر بار کا درمیانی کھانا دو یا دس مسکینوں کو بدن
چھپانے والا کپڑا دیدو یا کوئی صحیح سالم غلام یا لونڈی آزاد کر دو۔ ان تین میں تم کو اختیار ہے کہ ان
میں سے جو چاہو ادا کرو لیکن اگر بوقت کفارہ دینے کے تم ان میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہو تو مسلسل
تین روزے رکھو۔ یہ بھی خیال رکھو کہ اولاً تو قسم کھاؤ نہیں اور اگر کھاؤ تو حتی الامکان اسے نبھاؤ اس کی حفاظت
کرو۔ ہم تمہارے نفع کے لئے اسی طرح اپنے احکام اپنی آیات خوب واضح کر کے بیان فرماتے ہیں تاکہ تم بندہ شکر گزار بنو۔ (بحوالہ انوار التفاسیر)

معلوماتِ مزید: تُحَرِّمُوْا : تم حرام کرلو۔ تم حرام ٹھہراؤ۔ تَحْرِیْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
لَا تُحَرِّمُوْا (تم حرام نہ کرلو۔ تم حرام نہ ٹھہراؤ) فعل نہی ہے جو چیز شرع میں صاف طور پر حلال ہو
اس سے پرہیز کرنا برا ہے۔ تحریم کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زہد کے سبب سے اپنے اوپر تنگی اختیار
کرے اور مقصداً حلال اور پاک چیزوں کا استعمال ترک کردے مثلاً گوشت نہ کھائے نکاح نہ
کرے مقدور ہوتے ہوئے خوشبو نہ لگائے اچھے کپڑے نہ پہنے تو اس قسم کا زہد حقیقتاً زہد نہیں رہبانیت
ہے جو ہمارے دین میں پسند نہیں انسان کو چاہیے تقویٰ اختیار کرے یعنی جو چیزیں منع ہیں ان سے باز رہے
اور ان کے نزدیک نہ جائے دوسرے یہ کہ کسی جائز کام کے انجام نہ دینے یا ستھری چیز کے استعمال نہ کرنے
پر قسم کھا بیٹھے یہ بھی بہتر نہیں جو کام موافق شرع ہو اس سے قسم نہ کھائے اور اگر کھالی ہے تو توڑ
ڈالے اور کفارہ دے، یہاں دونوں طرح کی تحریم سے ممانعت ہے ● طَیِّبٰتِ : ستھری چیزیں۔
پاک چیزیں، نفیس اشیاء، پاکیزہ چیزیں، عمدہ چیزیں طَیِّبَۃٌ کی جمع، ارشادِ الٰہی وَالطَّیِّبٰتُ
لِلطَّیِّبِیْنَ (اور ستھریاں ہیں ستھروں کے لئے) کے متعلق راغب نے لکھا ہے کہ یہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ
پاکیزہ اعمال پاکیزہ لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں چنانچہ مروی ہے کہ مومن اپنے عمل سے بھی زیادہ پاکیزہ
ہوتا ہے اور کافر اپنے عمل سے بھی زیادہ خبیث ہوتا ہے ● اَحَلَّ : اس نے حلال کیا۔ اِحْلَالٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب ● کُلُوْا : جمع مذکر حاضر، امر معروف۔ کھاؤ ● حَلٰلًا : حلال۔ حلال ہونا
حَلَّ یَحِلُّ کا مصدر حِلَالًا ● اِتَّقُوْا : تم ڈرو، تم پرہیزگاری اختیار کرو اِتِّقَاءٌ سے امر
کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● یُؤَاخِذُ : واحد مذکر غائب مضارع مُؤَاخَذَۃٌ مصدر (مفاعلۃ) منفی
گرفت نہیں کرے گا۔ مثبت وہ گرفت کرے گا ● عَقَّدْتُّمُ : تم نے گرہ باندھی، تم نے مضبوط کیا، تم نے
پختہ کیا تَعْقِیْدٌ سے جس کے معنی گرہ لگانے اور معاہدہ کو پختہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ●
اَیْمَان : قسمیں۔ یَمِیْنٌ کی جمع۔ یمین کے معنی اصل میں تو داہنے ہاتھ کے ہیں۔ معاہدہ کرنے والا
اور حلیف۔ جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے۔ یمین حلف کے معنی میں اسی فعل سے مستعار لیا گیا ہے ●
کَفَّارَۃُ : اسم مضاف (قسموں کا) بدلہ۔ کَفَّارَۃٌ اسم، گناہ کا شرعی اتار، شریعت نے گناہ کی سزا سے
محفوظ رہنے کے لئے جو بدلہ (بصورت صوم یا صدقہ یا باندی غلام کی آزادی تجویز کردیا ہے) اس کو کفارہ
کہا جاتا ہے ● اِطْعَامُ : کھانا دینا، کھانا کھلانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے ● مَسٰکِیْنَ : جمع منصوب
مسکین واحد۔ مفلس، نادار لوگ ● اَھْلِیْکُمْ : تمہارے گھر والے۔ اَھْلِیْ اصل میں اَھْلِیْنَ
تھا اَھْلٌ کی جمع بحالت نصب وجہ اضافت کے باعث نون گر گیا کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ●
کِسْوَتُھُمْ : مفرد مضاف کِسَاءٌ جمع، لباس کِسْوَۃٌ بھی اس کے ہم معنی ہے اس کی جمع کُسًی
آتی ہے ھُمْ مضاف الیہ ہے ان مردوں کا لباس ● رَقَبَۃٍ : گردن، جان، غلام رقبۃ اصل

گردن کا نام ہے پھر جملہ بدن [illegible] کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا اور عرف میں تو غلاموں کا نام ہو گیا جس طرح کہ انساط راس اور ظہر کا استعمال سواریوں کے لئے کیا جانے لگا ● حَلَفْتُمْ: تم نے قسم کھائی۔ حَلْفٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

● ایمان والوں سے خطاب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں اپنے لئے حرام نہ بناؤ جن صاف ستھری پسندیدہ اور مرغوب چیزوں کو حلال کیا ہے ان سے اپنے آپ کو نہ روکو حلال کو حرام بنا لینا بلاشبہ حد سے تجاوز کرنا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو حد مقرر فرمائی ہے اس سے آگے نہ بڑھنا چاہئے اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا

● اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال کی ہیں بلاشبہ وہ صاف، پاکیزہ، مرغوب اور پسندیدہ ہیں انہیں کھاؤ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزیں یقیناً ستھری اور غذا بخش ہیں جو بدن اور صحت کے موافق آتی ہیں اور تندرستی کی ضامن ہوا کرتی ہیں۔ ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو پرہیز گاری اختیار کرو اللہ تعالیٰ پر تم ایمان لائے ہو اور جب تم مومن ہو تو پھر ہر بات میں اللہ کے حکم کو ملحوظ رکھو اور متقی بن جاؤ

● تمہاری لغو قسموں پر گرفت خداوندی نہیں ہوتی بلکہ مواخذہ تو ان قسموں پر ہے جسے تم نے مستحکم و مضبوط کیا ہے۔ [illegible] لازم ہے اللہ اس پر مواخذہ [illegible] تھا۔ مواخذہ صرف ان قسموں پر ہے جو [illegible] مقصد و ارادہ سے ہوتا۔ ([illegible])

★ قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو دینے اور اپنے گھر والوں کے کھانے کی طرح اوسط درجہ کا کھانا کھلانا یا انہیں اوسط درجہ کا لباس پہنانا جو تن پوشی کرے یا کسی باندی یا غلام کی گردن چھڑانا یعنی اسے آزاد کرنا اگر ان تینوں صورتوں میں سے کسی پر قادر نہ ہو تو پھر اس کے کفارہ میں تین دن روزے رکھنے ہوں گے۔ جب تم نے قسم کھائی ہو (اور قسم کے خلاف کیا ہو) تو یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ قسم شکنی کی شرط وسیاق سے تبادر ہوتی ہے کہ بغیر شکست قسم کے باجماع علماء (محض قسم کھانے سے) کفارہ واجب نہیں ہو جاتا ★ ہر بات میں قسمیں نہ کھایا کرو۔ آیت میں قسموں کے خلاف کرنے سے منع کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیات و احکام واضح طور پر ارشاد فرماتا ہے تاکہ اللہ کی نعمتوں کا تم شکر ادا کرو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ
عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ 90 اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ
بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ
الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ 91 وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ 92 لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ 93 ع

اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور انصاب اور جوے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پاجاؤ * یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوے کے ذریعہ اور روک دے تمہیں یادِ الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ * اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (کریم) کی اور محتاط رہو اور اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ ہمارے رسول کا فرض تو بس پہنچا دینا ہے کھول کر (ہمارے احکام کو) * نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے جب کہ وہ پہلے بھی ڈرتے تھے اور ایمان رکھتے تھے اور نیک عمل کیا کرتے تھے پھر (ان احکام کے بعد بھی) ڈرتے رہا اور (جو اترا) اس پر ایمان رکھتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں اور اللہ محبت کرتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے۔ (۵/ ۹۰ تا ۹۳)

۹۰۔ اللہ پاک اپنے مومن بندوں کو شراب نوشی اور جوے بازی وغیرہ سے منع فرماتا ہے * مجاہد اور طاؤس سے روایت ہے کہ ہر چیز جس میں قمار کا شائبہ ہو جوا ہے * زہری کہتے ہیں کہ جوا یوں ہوتا تھا کہ اموال و محل پر (۲۴) بانسوں کے ذریعہ جو کھیل کھیلا جاتا ہے وہ بھی قمار ہے * حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ "انصاب" ان پتھروں کو کہتے ہیں جن پر مشرکین قربانیاں کرکے بتوں پر چڑھاتے تھے اور "ازلام" کھیل کے ان بانسوں کو کہتے ہیں جن سے تقسیم کرکے فال لیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ شیطانی اعمال کی گندگی ہے اور سب کے سب شیطانی اعمال ہیں اس لئے اے میرے بندو اس گندگی سے بچو تم فلاح پاسکو گے * حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شراب کی حرمت تین دفعہ ہوئی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت لوگ شراب پیتے تھے جوے کا مال کھاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو یہ وحی نازل ہوئی کہ "آپ سے شراب اور جوے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ اس میں فائدہ تو ہے لیکن بہت کم اور اس کے مقابلہ میں نقصان بہت زیادہ ہے"۔ تو لوگوں نے کہا

[illegible]

کر فائدہ کم اور نقصان زیادہ تھا پاک کیا ہے حرام نہیں کیا تھا چنانچہ شراب پیتے رہے لیکن ایک دن ایسا
اتفاق ہوا کہ ایک مہاجر نے نماز مغرب میں قرآن پڑھتے وقت نشہ کے عالم میں قرآن کو غلط اور خلط ملط کر دیا
چنانچہ یہ آیت اتری کہ " اے مومنو! نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو جب تک تمہیں ہوش نہ ہو کر
کیا پڑھتے ہو اور کیا نہیں " یہ آیت پہلے سے زیادہ سخت تھی چنانچہ لوگوں نے نماز کے وقت شراب
پینا چھوڑ دیا لیکن پھر بھی پیتے رہے کیونکہ صراحتاً ممانعت نہیں تھی۔ لیکن ایک دن شراب کے
نشہ میں کوئی نماز پڑھ رہا تھا چنانچہ ممانعت کی صاف آیت نازل ہوئی کہ " اے ایمان والو! شراب
اور جوا اور بت اور تیر یہ سب شیطان کے گندے عمل ہیں تم فوراً رک جاؤ شاید فلاح پا سکو۔" ✶ حضرت
انس کہتے ہیں کہ جب منادی نے شراب کی حرمت منادی کی تو جو آنے جانے والے نے انہی شراب بہا دی اور
مٹکے توڑ دیئے بعض نے وضو کیا اور بعض نے غسل کیا بعض نے حضرت ام سلیمؓ کے پاس آ کر ان سے خوشبو لی
اور کپڑوں میں لگائی پھر مسجد آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت شراب کی آیت سنائی ✶
حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور اس کے دس متعلقات پر لعنت کی (۱)
خود شراب پر (۲) شراب پینے والے پر (۳) شراب پلانے والے پر (۴) شراب بیچنے والے پر (۵) شراب
خریدنے والے پر (۶) شراب کشید کرنے والے پر (۷) شراب بنانے والے پر (۸) شراب اٹھا کر لے جانے والے پر
(۹) شراب جس کی طرف لے جا رہا ہو اس پر (۱۰) اور شراب کی قیمت کھانے والے پر لعنت کی (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۹۱۔ اس آیت میں شراب اور جوے کے نتائج اور وبال بیان فرمائے گئے ہیں کہ شراب خوری اور
جوے بازی کا ایک وبال تو یہ ہے کہ اس سے آپس میں بغض اور عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور جو ان بلاؤں
میں مبتلا ہو وہ ذکر الٰہی اور نماز کے اوقات کی پابندی سے محروم ہو جاتا ہے (حاشیہ کنز الایمان)

• قتادہ نے کہا کہ بعض لوگ مال و عیال کو داؤ پر لگا دیتے تھے پھر ہار جاتے تھے تو پریشان اور غمگین
ہو کر جیتنے والوں پر غصہ کرتے (اور ان کے دشمن ہو جاتے) الخ ✶ (آیت میں الانصاب والازلام کا شراب و قمار
کے ساتھ ہی ذکر ہے یعنی) ان کی حرمت بھی شراب و قمار کی طرح ہے ✶ حارث کی روایت میں ہے کہ
" شراب خور لات و عزیٰ کو پوجنے والے کی طرح ہے " ✶ (شراب و قمار میں مبتلا کر کے) شیطان تم کو اللہ
کی یاد اور نماز سے روکتا ہے ✶ (۴۳) نماز ہی اہل ایمان کا شعار اور دین کا ستون ہے نماز سے روکنے
والا ایمان سے روکنے والے کی طرح ہے ✶ حضرت جابرؓ کی روایت سے مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور
ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ (مومن) بندے اور کفر کے درمیان ترک صلوٰۃ کا فرق ہے ✶ حضرت
عبد اللہ بن عمروؓ کی روایت سے احمد نے بیان کیا ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے تذکرہ
کے ذیل میں فرمایا جس نے اس کی پابندی کی تو قیامت کے دن نماز اس کے لئے نور اور برہان اور نجات
بن جائے گی اور جس نے نماز کی پابندی نہیں کی تو اس کے لئے نماز نہ نور ہو گی نہ نجات اور قیامت کے دن وہ قارون

(۴۲) [illegible]

بازرہنے پر اصرار آگیا ہے گویا

فرمودات، ایمان اور اس کے خلاف کا ساتھ ہو جاتا ✱ آیت شریفہ بصورت استفہام کیوں فرمایا گیا کہ
مذکورہ بالا فقرات خمر و میسر سننے کے بعد کیا اب تم ان سے باز رہو گے یا نہیں گویا ان کو دہراتے اور باز نہ آتے دیکھے۔
۹۳۔ شراب جوا اور تمام ممنوعات سے پرہیز اور واجبات کی ادائیگی کے معاملہ میں (اللہ تعالیٰ
کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ؐ کا حکم مانو اور (خدا و رسول کی نافرمانی، عدم اطاعت اور عدول حکمی)
سے ڈرو بچو۔ اب اگر تم نے (اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے) روگردانی کی تو خوب سمجھ لو کہ
ہمارے رسول ؐ پر تو صاف صاف کھول کھول کر ہمارے ارشادات، احکام اور آیات پہنچا دینے کی
ذمہ داری ہے) (یعنی ماننا یا نہیں ماننا تمہارا کام ہے) تمہاری نافرمانی سے ہمارے رسول کا کچھ
زیاں نہیں تم کو ہی ضرر پہنچے گا ✱ حضرت ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے جو بندہ دنیا میں اس کو پیئے گا اللہ کا قطعی فیصلہ ہے کہ (قیامت کے دن)
اس کو طینۃ الخبال پلائے گا تم جانتے ہو طینۃ الخبال کیا چیز ہے؟ یعنی دوزخیوں کا پسینہ (بغوی) ✱
حضرت عبد اللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہیں جائے گا ماں باپ
کا نافرمان، نہ جواری، نہ دائمی شراب خور (دارمی) (بحوالہ تفسیر مظہری)

۹۴۔ فرمایا کہ یہ بھی خیال رکھو کہ نیک کار مومنوں پر اس کا کچھ گناہ نہیں جو وہ اس حرمت سے پہلے
شراب یا جوئے کا مال کھا پی چکے یا جو تحریم کے بعد حکم حرمت کی خبر ملنے سے پہلے کھا پی لیں کیونکہ قانون
بننے سے پہلے اور اس کی شہرت سے پہلے واجب العمل نہیں ہوتا وہ تمام رعایتوں کے مستحق تب ہیں جب کہ
شرک و کفر سے بچیں درستی عقیدہ اختیار کرکے مومن کامل رہیں اور درستی عقائد کے ساتھ ہر قسم کے نیک
اعمال کریں پھر شراب اور جوئے سے بچے رہیں ایمان پر قائم رہیں پھر تمام برائیوں سے بچیں اور نیک کام
کریں یا اخلاص سے نیکیاں کرتے رہیں یا لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کریں۔ خیال رکھو اللہ تعالیٰ نیک کاروں
سے محبت کرتا ہے (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: خمر: شراب انگوری، اصل میں تو انگور کے کچے پانی کا نام جب کہ وہ نشہ آور ہو خمر ہے
لیکن مجازاً ہر نشیلی شراب کو خمر کہتے ہیں۔ علامہ لغوی سید محمد مرتضیٰ زبیدی صاحب تاج العروس شرح
قاموس میں رقم طراز ہیں: اور یہ جان لینا چاہیئے کہ باتفاق ائمہ لغت انگور کے کچے پانی کا جب کہ
وہ نشہ آور ہو "خمر" نام ہونا حقیقت ہے حتی کہ خمر کا استعمال اسی میں مشہور ہے۔ دوسری شرابوں میں کہ
جو مختلف ناموں سے موسوم ہیں اس کا استعمال مجازاً ہے۔" خمر یا تو اختمار سے ماخوذ ہے
جس کے معنی خمیر اٹھنے کے ہیں، چونکہ اس میں بھی خمیر اٹھ کر جوش پیدا ہوتا ہے اور جھاگ آنے لگتے ہیں
اس لئے اس کا نام خمر ہوا یا مخامرۃ سے مشتق ہے جس کے معنی چھپا لینے کے ہیں چونکہ یہ حواس
کو گم کر دیتی ہے اور عقل و ہوش کو چھپا لیتی ہے اس لئے خمر سے موسوم ہوئی۔ [illegible]

تابعی سے اَعْصِرُ خَمْرًا " کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ خمر اہل عمان کی زبان میں انگور (الاتقان فی
علوم القرآن ج ۱) کو کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے شراب انگوروں کو خمر کہنے کی مناسبت ظاہر ہے۔ خمر کا
استعمال عربی میں مونث ہو کر شائع ذائع ہے اور تو اس کی تذکیر کو بعض ائمہ لغت نے جائز
رکھا ہے لیکن لغت فصیح تانیث ہی ہے۔ ● اَلْمَیْسِر : اسم و مصدر، جوا اور جوا کھیلنا۔ یُسْر
سے، جوا کھیلنے میں آسانی سے مال ہاتھ آجاتا ہے۔ ● اَلْاَنْصَاب : بت۔ تمام وہ چیزیں جو عبادت
کے لئے نصب کی جائیں خواہ مورتی ہو یا پتھر یا اور کچھ۔ نُصُبٌ کی جمع، مجاہد، قتادہ اور ابن جریج
سے مروی ہے کہ نُصُبٌ وہ پتھر ہیں جو عبادت کے لئے نصب کئے گئے تھے مشرکین عرب ان پتھروں
کو پوجا کرتے اور ان کے تقرب کے لئے وہاں جا کر قربانی کرتے تھے (احکام القرآن للجصاص ج ۲) ●
اَزْلَام : تیر، زَلَمٌ کی جمع۔ زلم اس تیر کو کہتے ہیں جس میں پر نہ ہو "ازلام" سے مراد وہ تیر ہیں
جن کے ذریعہ مشرکین عرب کو جب کوئی اہم کام درپیش ہوتا جیسے سفر یا جنگ یا تجارت
یا نکاح وغیرہ تو اس کام کو کرنے نہ کرنے کا وہ فیصلہ کرتے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں رکھے رہتے تھے
ان میں کسی پر اَمَرَنِیْ رَبِّیْ (مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نَہَانِیْ رَبِّیْ (میرے رب نے
مجھے منع کر دیا) تحریر تھا اور کسی پر کچھ نہیں۔ پس اگر حکم دینے والا تیر نکلتا تو اس کام کو سرانجام
دیتے اور اگر منع کرنے والا نکلتا تو باز رہتے اور اگر وہ تیر نکلتا جس پر کچھ نہ لکھا ہوتا تو پھر
دوبارہ تیر نکالتے تاآنکہ حکم یا ممانعت کا تیر نکل آتا (تکملات الی التبیان) ● رِجْسٌ : ناپاک
پلید، گندہ، عقوبت، عذاب، بلا۔ اَرْجَاسٌ جمع۔ رجس کی چار صورتیں ہیں (۱) طبیعت کی
حیثیت سے (۲) عقل کی حیثیت سے (۳) شرع کی حیثیت سے (۴) ان تینوں کی حیثیت سے۔ رجس شرعی
جوا اور شراب، رجس عقلی شرک اور لحم خنزیر، تینوں کا مجموعہ میتہ (مردار) ہے۔ حق تعالیٰ
نے سب کے لئے لفظ رجس استعمال فرمایا ہے۔ ● اِجْتَنِبُوْهُ : تم اس سے بچتے رہو۔ اجتنبوا
صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ● یُرِیْدُ : واحد مذکر غائب مضارع اِرَادَةٌ مصدر (افعال)
منفی وہ نہیں چاہتا، ارادہ نہیں کرتا۔ مثبت چاہتا ہے، ارادہ کرتا ہے۔ ● یُوْقِعُ : واحد مذکر
غائب مضارع معروف اِیْقَاعٌ مصدر (افعال) کہ وہ ڈال دے ● عَدَاوَةٌ : عداوت، دشمنی
امام راغب فرماتے ہیں کہ "حب عَدْوٌ" (جس کے معنی تجاوز کرنے اور پیوستگی اور تعلق باہمی کے ختم
ہو جانے کے ہیں) کے معنی کا قلب میں احساس رکھا جائے تو عَدَاوَةٌ اور مُعَادَاةٌ ہوتے ہیں یعنی دل سے تعلق
اور وابستگی کا منقطع ہو جانا۔ سید مرتضیٰ زبیدی نے تاج العروس میں لکھا ہے کہ "عَدَاوَةٌ"، عدو سے
اسم عام ہے ● بَغْضَاءَ : بغض، نفرت، مصدر ہے۔ حُبٌّ کی ضد ہے ● یَصُدَّ یَصُدُّ : واحد
مذکر غائب مضارع صَدٌّ مصدر، تم کو روک دے، تم کو روکتا ہے ● ذِکْر : ذکر، یاد، پند،

نصیحت، بیان۔ ذِکْرٌ یَذْکُرُ کا مصدر ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں: "ذکر کبھی تو اس سے نفس کی وہ ہیئت مراد لی جاتی ہے جس کے ذریعہ انسان کسی شے کو جو کچھ معرفت حاصل کرے اس کا یاد رکھنا ممکن ہو اور یہ حفظ ہی کی طرح ہے مگر حفظ باعتبار اس کے حصول کے بولا جاتا ہے اور ذکر باعتبار اس کے استحضار کے (یعنی حفظ یاد کرنے کو کہتے ہیں) اور کبھی ذکر کسی چیز کے دل میں یا گفتگو میں یاد آ جانے کو بھی بولا جاتا ہے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ ذکر دو ہیں۔ ذکر قلبی اور ذکر لسانی اور پھر دونوں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بھولے پیچھے یاد آنا دوسرے بغیر بھولے یاد رہنا بلکہ دائمی یاد رکھنا نیز ہر قول یعنی گفتگو اور بیان کو بھی ذکر کہا جاتا ہے۔" اور بیہقی تاج المصادر میں لکھتے ہیں: "ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ذکر جو نسیان کی ضد ہے۔ اور ایک وہ ذکر جو کہ قول ہے جس کا ذکر ہو اس کی برائی نہ ہو جیسا کہ عام طور پر گفتگو میں ہوتا ہے نیز وہ گفتگو بھی جس میں مذکور کا عیب بیان ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی زبانی بیان فرمایا ہے سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ (ہم نے سنا ہے ایک جوان ان کو کچھ کہتا ہے) یعنی ان کو عیب دیتا ہے۔" آیت شریف أَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا (کیا ہم سب میں سے اسی پر ذکر اتارا گیا) میں ذکر سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کونسا ذکر ہے۔ ● مُنْتَهُوْنَ: اسم فاعل جمع مذکر، اِنْتِهَاءٌ مصدر، باب افتعال۔ اصل میں مُنْتَهِيُوْنَ تھا۔ باز رہنے والے رک جانے والے۔ نَهْيٌ روکنا (فتح) قولاً ہو یا عملاً پھر عملاً روک رہنے کو یا دوسرے کو نہاہ النہار دن چڑھ گیا نَهُوَ نَهَايَةً (کرم) بہت عقلمند ہو گیا۔ نہی تالاب۔ یا حوض جس میں پانی رکھا ہو۔ نُهْيَةٌ عقل برائی سے روکنے والی ● أَطِيْعُوْا: تم اطاعت کرو۔ تم حکم مانو۔ اِطَاعَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● اِحْذَرُوْا: تم ڈرو، تم بچو (سَمِعَ) حَذَرٌ سے، جس کے معنی کسی خوف کی بات سے ڈرنے اور بچنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● جُنَاحٌ: گناہ، جُنُوْحٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں اس لئے وہ گناہ جو انسان کے حق سے مائل کر دے اور دوسری طرف جھکا دے "جناح" سے موسوم ہوا اور پھر ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا ● طَعِمُوْا: وہ کھا چکے، انہوں نے کھایا طَعْمٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● ثُمَّ: پھر، حرف عطف ہے، ماقبل سے مابعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے خواہ یہ متاخر ہونا بالذات ہو یا باعتبار مرتبہ کے یا وضع کے لحاظ سے ہو ● أَحْسَنُوْا: انہوں نے بھلائی کی۔ انہوں نے احسان کیا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

● شراب، جوا، بت اور پانسے شیطانی اعمال اور گندی چیزیں ہیں انسان خارجی موثرات سے متاثر ہو کر ان کی طرف راغب ہوتا ہے علاوہ ازیں ان تمام باتوں میں شیطانی تحریک کا دخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام برے کاموں سے مومن بندوں کو روک دیا ہے اور جب مومن ان امورِ قبیحہ سے اجتناب کرتا ہے تو فلاح پا جاتا ہے جس تک پہنچنا آسان عمل ہے

● شیطان کی یہی چاہت ہے کہ شراب کی لت اور جوے کی عقوبت سے لوگوں میں عداوت، دلی دشمنی اور بغض و عناد پیدا کر کے ان میں پھوٹ ڈال دے اور ان خراب چیزوں میں مشغول کر کے یادِ الٰہی سے محروم اور نماز جیسی عظیم عبادت سے روک دے۔ شیطان کے بد ارادوں اور شراب و جوے کی خرابیوں کو دیکھنے کے بعد کیا تم ان سے باز نہیں آؤ گے۔ ان برائیوں سے دور رہنے ہی میں سعادت ہے

● اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم اگر اعراض کرو گے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین کو واضح طور پر صاف صاف پہنچا دینا ہے (۲۳)۔ تمہارے اعراض، روگردانی اور عدولِ حکمی کا وبال تم پر ہی آئے گا اپنے اعمال کے تم خود ذمہ دار ہو گے

● صاحبانِ ایمان و تقویٰ و احسان سے ایسی چیزوں کی پرسش نہ ہو گی جن کی حرمت کا حکم اس وقت تک نازل نہ ہوا تھا۔

(۲۲) [illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ
لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ 94
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا
فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ
كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللَّهُ عَمَّا
سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝ 95

اے ایمان والو! اللہ تمہیں آزمائے گا قدرے شکار سے جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں تاکہ اللہ معلوم کرے کہ کون شخص اس سے بے دیکھے ڈرتا ہے۔ سو جو کوئی اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے لئے عذاب دردناک ہے ✵ اے ایمان والو! شکار کو مت مارو جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔ اور تم میں سے جو کوئی دانستہ اسے مار دے گا تو اس کا جرمانہ اسی طرح کا ایک جانور ہے جس کو اس نے مار ڈالا ہے (اور) اس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کریں گے خواہ وہ جرمانہ چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائے جاتے ہیں اور خواہ مسکینوں کو کھانا (کھلا دیا جائے) یا اس کے مساوی روزے رکھ لئے جائیں تاکہ وہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے۔ جو کچھ ہو چکا اللہ نے اسے معاف کر دیا لیکن جو کوئی پھر یہ حرکت کرے گا اللہ اسے سزا دے گا اللہ زبردست ہے سزا پر قادر ہے ✵

۹۴ - حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آزما رہا ہے شکار کی ممانعت کر کے خواہ چھوٹا شکار ہو یا بڑا ہو کہ دیکھیں حالت احرام میں تم ان کا شکار کرنے سے بچتے ہو یا نہیں حتیٰ کہ لوگ اگر چاہتے تو اپنے ہاتھوں سے اس شکار کو پکڑ سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قریب ہونے کے باوجود ممانعت فرما دی۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ چھوٹے شکاروں اور بچوں کو ہاتھوں سے بھی پکڑ سکتے تھے اور بڑوں کو تیر سے شکار کرتے۔ مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ عمرہ حدیبیہ میں یہ آیت اتری کہ جنگلی چوپائے، پرندے اور شکار ان کے ٹھکانوں میں ٹوٹ پڑتے تھے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے چنانچہ بحالت احرام ان کو شکار کرنے سے ممانعت کی گئی تاکہ ثابت ہو جائے کہ "سرّاً و علانیۃً"

6AR

کسی اطاعت سرزد ہوتی ہے وہ کسی سے نہیں۔ یہاں اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اس کے بعد جو زیادتی کرے
اس کے لئے عذاب الیم ہے کیوں کہ اس نے حکم خداوندی کی مخالفت کی ہے (تفسیر ابن کثیر)

۹۵ - اے ایمان والو! خبردار احرام میں یا حرم شریف میں کوئی خشکی کا شکار نہ کرنا سوا
ان چند جانوروں کے جن کی نسبت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مستثنیٰ کر دیا۔ احرام خواہ حج
کا باندھا ہو یا عمرہ کا بہر حال اس میں شکار حرام ہے جو احرام والا یا حرم شریف میں داخل
ہونے والا عمداً ایسے شکار کو قتل کرے مجرم ہو جاوے وہ شکار کی جگہ یا اس سے قریب بستی میں دو عادل
(موجب حنفیہ)
متقی قیمت جاننے والوں سے اس کی قیمت لگوائے اگر اس کی قیمت ہدی کو پہنچ جائے یعنی
اس قیمت کی بکری یا گائے یا اونٹ اس کے مثل آسکے تب اس کو تین چیزوں کا اختیار ہے ایک یہ کہ
اس قیمت کی ہدی خرید کر حرم شریف میں پہنچا کر ذبح کرے وہاں کے فقراء اس کا گوشت
کھائیں یا اس قیمت کا غلہ خریدے اور وہاں ہی یا حرم شریف پہنچ کر اسے مساکین میں
تقسیم کر دے فی مسکین آدھا صاع (   ) گندم یا ایک صاع دے یا فی مسکین غلہ کے
صدقہ کے عوض ایک روزہ رکھے کہ اگر اس قیمت سے دس صاع گندم آتی ہے تو بیس روزے
رکھے روزے خواہ وہاں ہی رکھ لے یا حرم شریف پہنچ کر یہ سزا اس لئے ہے کہ یہ شکاری
اپنے جرم کا وبال چکھے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرے اس آیت کے نزول سے پہلے جو کچھ تم
بحالت احرام شکار کر چکے ہو اگرچہ وہ بھی سزا ہونا چاہیے لیکن آخر ہم نے معاف فرما دیا
جو کوئی دوبارہ پھر شکار کرے خواہ پہلے شکار کی سزا بھگت کر یا اس سے پہلے اللہ تعالیٰ
اس سے بھی بدلہ لے گا کہ اس کو دوبارہ یہ ہی سزا بھگتنی پڑے گی اللہ
زبردست ہے غالب ہے بدلہ لینے والا ہے کوئی سزا سے روک نہیں سکتا۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: يَبْلُوَنَّكُمْ : واحد مذکر غائب مضارع با نون تاکید ثقیلہ کُمْ ضمیر مفعول [illegible]

میں تمہاری جانچ کرتے تھا • شَیْءٌ : چیز، کچھ۔ علامہ ابوالسعود بن محمد العمادی اپنی مشہور تفسیر ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم میں رقمطراز ہیں " لفظ شیئ اپنے مفہوم لغوی کے اعتبار سے ہر اس چیز کے لئے آتا ہے کہ جس کو معلوم کیا جا سکے اور اس کے متعلق خبر دی جا سکے خواہ کچھ ہی ہو یہ اصل میں شَآءَ کا مصدر ہے جو ایک مفعوم کے لئے بولا جاتا ہے اور اس مفہوم میں صرف اس پر اکتفا کی گئی ہے کہ اس سے مشیئۃ کے تعلق کا اعتبار ہو خواہ علم کی حیثیت سے خواہ خبر دینے کی حیثیت سے "۔ علامہ حسن بن محمد نظام نیشاپوری تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں لکھتے ہیں کہ " لفظ شیئ اعم العام ہے جس طرح کہ اللہ اخص الخاص ہے۔ یہ جوہر و عرض قدیم و حادث بلکہ محال و معدوم تک کے لئے آتا ہے "۔ (الروض الانف) • صَیْدِ : شکار، شکار کرنا اصل میں تو صَادَ یَصِیْدُ کا مصدر ہے جس کے معنی شکار کرنے کے آتے ہیں اور کبھی شکار کئے ہوئے جانور کے معنی میں بھی آتا ہے • تَنَالُہٗ : وہ اس کو پاتی ہے، وہ اس کو پاتے گی وہ اس تک پہنچتی ہے وہ اس تک پہنچے گی تَنَالُ نَیْلٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب ۃ ضمیر واحد مذکر غائب • رِمَاحُکُمْ : تمہارے نیزے، رِمَاحُ مضاف کُم ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ رِمَاحٌ، رُمْحٌ کی جمع ہے جس کے معنی نیزے کے ہیں • یَخَافُہٗ : واحد مذکر غائب ۃ ضمیر مفعول وہ اس سے ڈرتا ہے • مُتَعَمِّدًا : سے مراد یہ ہے کہ اسے اپنا احرام بھی یاد ہو یا زمین حرم ہونا بھی معلوم ہو اور یہ بھی خبر ہو کہ اس حالت میں شکار حرام ہے • النَّعَمِ : اسم جنس چوپایہ اونٹ بکری گائے بھینس وغیرہ اَنْعَامٌ یا اَنْعُمَانٌ جمع • وَبَالَ : اسم منصوب مضاف (کَرُمَ) سختی، ناگواری (کبیرا) بوجہ گرانی (تفسیر زاہدی) ثقل شدت (قاموس) بہرحال مراد بداعمال کی سخت سزا • سَلَفَ وہ ہو چکا، وہ گزر گیا (نَصَرَ) سَلَفٌ سے جس کے معنی گزرنے اور ہو چکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ 7

• حالت احرام میں شکار کی ممانعت کا حکم ★ اطاعت کی آزمائش۔ ایک ایسے حال میں کہ شکار بکثرت موجود ہو لیکن فرمانبردار اور اطاعت شعاروں نے انہیں چھوا تک نہیں حالانکہ شکاری آلات نیزوں کی بھی حاجت نہ تھی ہاتھ بڑھا کر شکار پکڑا جا سکتا تھا۔ ایسا حدیبیہ میں ہوا تھا

مومن متقی اطاعت گزار ہر حال میں پوشیدہ یا کھلے بندوں فرمانبرداری کیا کرتے ہیں ممنوعہ امور
سے اجتناب کیا کرتے ہیں اور جو حد سے تجاوز کرتا ہے اس کے لئے دردناک عذاب ہے

• اے مسلمانو! بحالت احرام شکار نہ مارو یعنی اس حیوان کو قتل نہ کرو جو اصل خلقت کے لحاظ
سے جنگلی اور محفوظ القتل ہے۔ خواہ اس کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو۔ کذا فی القاموس
۔ امام ابوحنیفہ نے صید کی یہی تعریف کی ہے اور یہی مراد لی ہے لیکن ان جانوروں کو حکم سے الگ
قرار دیا ہے جن کے قتل کا جواز احادیث میں آگیا ہے یعنی سانپ بچھو چوہا، چیل، کوا اور لاگو درندہ*
صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ
محرم کن جانوروں کو قتل کر سکتا ہے فرمایا ان (مندرجہ ذیل) جانوروں کو (بحالت احرام)
قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے بچھو، چوہا، کوا، چیل، کٹکھنا کتا ✻ بحالت احرام کسی نے شکار
کو قتل کر دیا جان بوجھ کر تو اس پر پاداش واجب ہے

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ
الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ ٩٦
جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ
وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ ٩٧ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ
غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ ٩٨ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝ ٩٩
قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي
الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ١٠٠

تمہارے لیے

دریا کا شکار اور اس کا کھانا جائز کیا گیا تمہارے نفع کے لیے اور قافلوں کے لیے اور تم پر
اور یہ جب تک تم حالت احرام میں ہو خشکی کا شکار حرام کیا گیا اور اللہ سے ڈرتے رہو
جس کے پاس جمع کیے جاؤ گے*

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو معزز گھر ہے لوگوں کے لیے امن کی جگہ بنا دیا اور حرمت والے مہینوں کو
اور نیاز (قربانی) کے جانور اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو (بھی باعث امن بنایا) تاکہ تم کو
معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بات سے آگاہ ہے*
جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے اور یہ (بھی) کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے*
رسول پر تو صرف احکام پہنچا دینا ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ خفیہ کرتے ہو
سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے*(اے محمد آپ ان سے) کہہ دیجئے ناپاک اور پاک برابر
نہیں ہو سکتا اور تم (اے انسان!) تم کو ناپاک کی کثرت بھلی کیوں نہ لگے۔ پس اے
عقلمندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۵/۹۶ تا ۱۰۰)

۹۶۔ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ سے احرام و حرم میں دریائی شکار کی اجازت عطا فرماتا ہے۔ صید البحر
عام ہے خواہ وہ کھانے کی چیزیں ہوں یا نہ ہوں جیسا کہ صدف نکالنا یا بعض بحری جانوروں کو ان کے
دانت یا ہڈیوں کے لیے شکار کرتے ہیں۔ اور طعام سے مراد کھانے کی چیزیں جو کچھ دریا سے شکار کیا جاتا
ہے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) مچھلیاں سو یہ سب قسم کی حلال ہیں (۲) مینڈک سو یہ سب قسم

کی حرام ہیں۔ علاوہ ان کے جو کچھ وہ تیسری قسم میں شمار ہوتے ہیں۔ سو امام ابوحنیفہؒ تو ان کو
حرام فرماتے ہیں اور ابن ابی لیلیٰؒ اور اکثر فقہاء حلال سمجھتے ہیں اس لفظ طعامہ سے۔ اور امام

ابوحنیفہؒ دلائل خارجیہ سے طعام کو مچھلی میں منحصر کرتے ہیں۔ بحر سمندر کو کہتے ہیں مگر بالاتفاق عام مراد ہے خواہ دریا ہو، خواہ حوض کبیر خواہ کنواں ✲ محرم کو صید بری حرام ہے (تفسیر حقانی)

۹۷۔ اللہ نے بزرگ گھر یعنی خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے دین اور دنیا کے کاموں کی درستی کا سامان بنایا جہاں حج ہوتا ہے جس سے دین درست ہوتا ہے اور دنیا میں یہ نفع کہ جو شخص وہاں چلا جائے امن پائے اور اس کے ساتھ کوئی برائی سے پیش نہ آسکے اور طرح طرح کے میوے وہاں آتے ہیں اور حرمت والے مہینوں یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور رجب کو بھی اللہ نے امن کا سامان بنایا کہ ان مہینوں میں لڑائی سے بے خوف ہیں اور اس جانور کو جو خانہ کعبہ کی طرف ذبح کو جائے اور اس کے گلے کے قلادے کو بھی اللہ نے سامان امن کا بنایا کہ جو اس جانور کو لیجائے اس کو کوئی کچھ نہیں کہتا اللہ نے یہ جو کچھ کیا اس لئے کہ تم جانو کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے کیوں کہ اللہ نے یہ جو کچھ تمہارے نفع کا سامان اور مضرت سے بچنے کا بندوبست ان کے ظہور سے پہلے پیدا کر دیا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ جو کچھ موجود ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اللہ کو سب چیزوں کی خبر ہے۔ (تفسیر جلالین)

۹۸۔ اس آیت میں (ثواب کا) وعدہ اور (عذاب کی) وعید ہے جو اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرے اور خلاف ورزی پر جما رہے اس کے لئے عذاب کی وعید ہے اور جو احکام کی پابندی کرے اور خلاف ورزی سے باز رہے اس کے لئے ثواب کا وعدہ ہے۔ ابوالشیخ نے بروایت حسن بیان کیا کہ وفات کے قریب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ اللہ نے نرمی کی آیت سختی کی آیت کے ساتھ اور سختی کی آیت نرمی کی آیت کے ساتھ ذکر فرمائی تاکہ مومن کے دل میں رغبت بھی پیدا ہو اور خوف بھی اللہ سے تمنا باطل نہ کرنے لگے اور خود اپنے کو تباہی میں نہ ڈالے (تفسیر مظہری)

۹۹۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ساری انسانیت کے دائمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب بنیادی کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ صرف یہ ہے کہ مخلوق تک اللہ کے احکام پہنچادیں وہ اپنی ذمہ داری پوری فرماچکے اپنا مقدس کام کر چکے زبان مبارک، سنت شریف عمل مقدس اسوۂ حسنہ اور سیف وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ فرماچکے اب اگلا کام تمہارا ہے تم اپنا ظاہر بھی سنبھالو باطن بھی درست کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن دونوں جانتا ہے جیسا تمہارا ظاہر و باطن ہوگا ویسی ہی تمہیں سزا و جزا ملے گی (بحوالہ اشرف التفاسیر)

۱۰۰۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے روک دیا ہے وہ گندی اور مضر چیزیں ہیں اور جن کی اجازت دی ہے وہ اچھی اور مفید چیزیں ہیں گندی چیزیں کتنی ہی زیادہ ہوں اور اچھی چیزیں کتنی ہی کم ہوں آپ گندی چیزوں کی طرف رغبت نہ کریں کیوں کہ دانشمند آدمی اشیاء کی کثرت و قلت نہیں دیکھتا ان کے نفع و نقصان پر نظر رکھتا ہے (ترجمان)

مفہومات مزید: طَعَامُهٗ: اس کا کھانا۔ طَعَامٌ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر مضاف الیہ ○
سَيَّارَةٌ: کاروان، قافلہ، چلنے والے مسافر۔ سَيَّارٌ کا مونث جو کہ سَيْرٌ سے صفت کا
صیغہ ہے اس کی تانیث جمع کے لحاظ سے ہے ○ بَرٌّ: جنگل، زمین، خشکی۔ بَحْرٌ
کی ضد ہے ○ دُمْتُمْ: تم ٹھہرے رہے۔ دَوَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر
مَا دُمْتُمْ (جب تک تم رہے) افعال ناقصہ میں سے ہے ○ تُحْشَرُوْنَ: تم جمع
کئے جاؤ گے، تم اکٹھا کئے جاؤ گے۔ حَشْرٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ○
جَعَلَ: اس نے کیا، اس نے بنایا، اس نے ٹھہرایا۔ جَعْلٌ جس کے معنی کرنے کے ہیں ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب ○ اَلْكَعْبَةَ: چوکور مربع مکان جو سطح سے اونچا ہو یعنی کرسی
پر بنا ہو، مراد مسلمانوں کا قبلہ۔ دنیا میں سب سے اول عبادت خانہ جس کی تعمیر ابتدائی
دور انسانی میں کی گئی کعبہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے
سیلاب اور امتداد زمانہ کے سبب عمارت گر گئی نشان چھپ گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے از سر نو مربع عمارت بنائی جس کی شکل چوکور تھی۔ بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ستائیس سو سال پہلے عرب کعبہ کی تعظیم کرتے تھے اس میں بت پرست اور اہل کتاب کی تفریق نہ تھی
اقوام عرب (عاربہ اور مستعربہ) کی نظروں میں یہ عبادت خانہ مقدس مانا جاتا تھا ○ بَيْتٌ:
گھر۔ اصل میں تو بیت اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان رات میں آکر بسیرا لے پھر کبھی
رات کا لحاظ کئے بغیر مطلق جائے سکونت کو بیت کہا جاتا ہے۔ مٹی کا گھر ہو یا چمڑے
پتھر کا اون کا شامیانہ ہو یا خیمہ پشمینہ سب کے لئے بیت لفظ کا استعمال ہوتا ہے ○
اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ: حرمت والا گھر۔ اَلْبَيْتَ موصوف اَلْحَرَامَ صفت۔ حضرت شاہ
عبد القادر صاحبؒ فرماتے ہیں "حرام" کے معنی جس جگہ ادب رکھنا چاہئے۔ بیت الحرام میں کئی
باتیں منع ہیں۔ آدمی کو مارنا اور جانور کو ستانا اور درخت اور گھاس اکھاڑنا اور پڑا مال
اٹھانا۔ (موضح القرآن) ○ شَهْرٌ: مہینہ، اَشْهُرٌ اور شُهُوْرٌ جمع۔ مہینہ کی دو قسمیں ہیں،
قمری۔ جس کا شمار چاند کے دیکھنے سے ہوتا ہے اور شمسی، جس کا شمار آفتاب کے ایک برج سے دوسرے
برج میں داخل ہونے سے ہوتا ہے۔ احکام شرعی میں قمری ماہ کا اعتبار ہے۔ مہینہ کا نام شہر اس لئے ہوا
کہ قرنوں میں اس کے شروع ہونے اور گزر جانے کی شہرت ہوتی ہے ○ اَلْهَدْيَ: اسم معرف باللام
قربانی کا جانور جو ماہ حرم میں حرم کے اندر ذبح ہونے کے لئے بھیجا جاتا ہے ○ قَلَائِدَ: جمع قِلَادَةٌ
واحد۔ وہ چیز جو گردن میں لٹکائی جائے، ہار، رسی، پٹہ وغیرہ۔ اصل لغت میں قَلْدٌ کے معنی
ہیں بٹنا قَلَدْتُ الْحَبْلَ میں نے رسی بٹی۔ قَلِيْدٌ اور مَقْلُوْدٌ بٹی ہوئی چیز اس صورت میں قِلَادَةٌ

کے معنی ہوئے وہ بٹی ہوئی چیز جو گردن میں ڈالی جاتی ہے جیسے ڈورا یا جانوروں وغیرہ کی زنجیر۔ توسیع محاورہ کے بعد بٹنے کا مفہوم ساقط کر دیا گیا بلکہ جو چیز گردن میں ڈال دی جائے خواہ وہ بٹی ہوئی نہ ہو اس کو مَسَد ہی کہنے لگے ○ عِقَابٌ: مار، عذاب، سزا، عقوبت، سزا دینا عَاقَبَ يُعَاقِبُ کا مصدر ہے۔ راغب نے لکھا ہے کہ عُقُوْبَةٌ، مُعَاقَبَةٌ اور عِقَابٌ تینوں الفاظ عذاب کے لئے مخصوص ہیں۔ اور علامہ ابو ہلال عسکری الفروق اللغویہ میں رقمطراز ہیں: "عذاب اور عقاب میں فرق یہ ہے کہ عقاب سزا کے استحقاق کو بتلاتا ہے چنانچہ عقاب کو عقاب اس لئے کہا جاتا ہے کہ مرتکب جرم تو جرم کے عقب میں اس کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور عذاب استحقاق اور بغیر استحقاق دونوں طرح ہو سکتا ہے"۔ عقاب کے معنی اصل میں پیچھے ہونے کے ہیں چنانچہ کہتے ہیں عَقَبَ الثَّانِي الْاَوَّلَ (دوسرا پہلے کے پیچھے ہو لیا) اور عَقَبَ اللَّيْلُ النَّهَارَ (رات دن کے پیچھے ہولی) اس اعتبار سے عقاب وہ سزا ہوئی جو جرم کے پیچھے دی جاتی ہے۔ لہذا اس کا ترجمہ پاداش جرم کیا جاتا ہے ○ تَبْلُغ: پہنچا دینا، کافی ہونا، مصدر ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں بمعنی تبلیغ آیا ہے۔ "بلاغ" بمعنی کافی ہونے کے ہے ○ تُبْدُوْنَ: تم ظاہر کرتے ہو، تم ظاہر کرو گے اِبْدَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ○ تَكْتُمُوْنَ: تم چھپاتے ہو، تم چھپاؤ گے كَتْمٌ اور كِتْمَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ○ يَسْتَوِي: واحد مذکر غائب مضارع اِسْتِوَاءٌ مصدر۔ نفی وہ برابر نہیں ہے مثبت استفہام انکاری کیا برابر ہے یعنی برابر نہیں ہے ○ خَبِيْثٌ: خبیث، گندی چیز، ناپاک، پلید، ہر وہ چیز جو ردی اور خسیس ہونے کے سبب بری معلوم ہو "خبیث" کہلاتی ہے خواہ وہ شے محسوس ہو یا امر معقول یعنی حواس کے ذریعہ اس کا پتہ چلے یا عقل کے ذریعہ اس کو دریافت کیا جائے اس اعتبار سے اعتقاد باطل، گفتگو سے دروغ، افعال قبیحہ سب اس میں داخل ہیں غرض جس کا باطن خراب ہو خبیث ہے خُبْثٌ اور خَبَاثَةٌ سے بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ خُبُثٌ، خُبَثَاءُ، اَخْبَاثٌ اور خَبَثَةٌ جمع ○ طَيِّبٌ: پاک، پاکیزہ، ستھرا، حلال طَابَ يَطِيْبُ طِيْبًا سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مذکر ○ اَعْجَبَكَ: وہ تجھ کو بھایا، تجھے بھلا معلوم ہوا اَعْجَبَ صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ○ كَثْرَةٌ: اسم مصدر، زیادتی، بیشی افزونی ○ اُولِي: والے ○ اَلْبَابٌ: عقلیں۔ لُبٌّ کی جمع جس کے معنی اس عقل کے ہیں جو ہر طرح کی آمیزش سے خالص ہو چونکہ لُبٌّ ہر چیز کے خلاصہ اور جوہر کو کہتے ہیں اور عقل خالص بھی انسان کا خلاصہ و جوہر ہی کہی جاتی ہے اس لئے اس کا نام لُبٌّ ہوا۔ بعض لوگوں نے لُبٌّ کے معنی پاکیزہ عقل کے بتائے ہیں غرض ہر لب عقل ہے لیکن ہر عقل لب نہیں کہی جا سکتی یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ان تمام احکام کو جن کا صرف عقول زکیہ ہی ادراک کر سکتی ہے "اولو الالباب" ہی سے متعلق رکھا ہے (لغات القرآن)

• ہر وہ شئی جو سمندر، دریا، نہر، چشمہ، بڑے حوض یا تالاب وغیرہ کے پانی میں سے
بطور شکار حاصل کی جائے وہ "صید البحر" کی تعریف میں ہے * موجوں سے باہر آ جانے والی یا
پانی کے ہٹ جانے سے جو دستیاب ہو وہ دریا کے طعام میں شمار ہوتی ہے * تمام حرام چیزوں
سے بچنا اور تقویٰ ہوں سے رکنا لازمی ہے ان میں سے ایک حالت احرام میں شکار کرنا ہے * یقیناً
سب اللہ تعالیٰ کے حضور جمع کئے جائیں گے

• اللہ تعالیٰ نے مقدس و بابرکت مکان یعنی کعبہ مکرمہ کو جائے امن بنا دیا ہے یونہی حرمت والے
چار مہینوں کو بھی امن والے قرار دیئے ہیں اسی طرح وہ جانور جو بیت اللہ شریف بغرض قربانی
لے جائے جائیں ان کی علامت ان کے گلوں کے قلادے یعنی ہار یا پٹے ہیں انھیں بھی اللہ پاک نے
مامون بنا دیا یہ تمام یعنی حرم شریف، مشعر حرام اور قربانی کے جانور سب کو اپنے فضل و کرم سے
امن و سلامتی والا بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے جانتا ہے اور ہر بات سے واقف ہے

• جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں، شرک و ظلم و معصیت میں مبتلا ہیں
وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایسے نافرمانوں کو سخت اور شدید عذاب میں مبتلا کرے گا اور
اس کے ساتھ یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے اس کا کرم لازوال ہے وہ
غفور و رحیم ہے

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب جلیل اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا، دعوت حق
دینا اور تبلیغ دین فرمانا ہے * اللہ تعالیٰ ہر ایک کا عمل ملاحظہ فرماتا ہے بندے علانیہ
جو کچھ کرتے ہیں اور پوشیدہ طور پر جو بھی کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن سب سے واقف
اور سب کچھ جانتا ہے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے ہر قول و عمل کی خبر ہے خواہ وہ
دکھا کر اور چھپا کر کرتے ہیں۔

• بلا شبہ پاک اشیاء اور نیک و صالح لوگ کسی طرح پلید و ناپاک چیزوں اور برے اور
بد اعمال لوگ ہرگز برابر نہیں ہو سکتے خبیث و طیب برابر نہیں۔ خبیث اور ناپاک گندی چیزیں
خواہ کثرت میں ہوں اور لوگوں کو چاہے بھلی دکھائی دے وہ کسی طور اچھی پاک اور طیب
چیزوں کے برابر نہیں۔ صاحبان عقل و شعور سے خطاب کہ اللہ سے خوف کرو تاکہ بھلائی کو
پہنچ سکو اور فلاح پا سکو۔ ناپاک بری چیزیں اللہ پاک کو ناپسند ہیں لہٰذا انھیں تقویٰ
رفقا ذکر خدا اللہ سے ڈرتے رہنا ہے تاکہ سامان خیر و فلاح ہو سکے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا
عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ ۱۰۱
قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝ ۱۰۲ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ
وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ
وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ ۱۰۳ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ
قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ ۱۰۴

اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم زمانۂ نزولِ قرآن میں ان باتوں کو پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ سوالات گزشتہ اللہ نے معاف کر دیے اور اللہ بڑی مغفرت والا بڑے حلم والا ہے ★ ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کے منکر ہو گئے ★ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے ★ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا، کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔ (۵/۱۰۱ تا ۱۰۴)

۱۰۱۔ اے ایمان والو! ایسے سوالات نہ کرو کہ اگر ان کے جواب ظاہر ہو جائیں تو تمہیں تکلیف پہنچے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عباد مومنین کو تادیب ہے اور غیر مفید، حقیر سوالات کے پوچھنے سے ممانعت ہے کیونکہ اگر یہ امور ظاہر ہو جائیں تو انہیں سن کر سخت ناگوار ہوتا اور رنج پہنچتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مجھے کسی کی کوئی خبر بتا کر نہ پہنچایا کرے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سے سامنا ہو تو میرا دل تمہاری طرف سے بالکل صاف رہے اور کسی کی طرف سے دل میں کوئی خلش پیدا نہ ہونے پائے۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تھا کہ ویسا خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا تھا آپ نے فرمایا اگر تم وہ سب کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو بہت تھوڑا ہنستے اور بہت زیادہ روتے تو صحابہ نے اپنا منہ ڈھک کر رونے لگے ایک آدمی اٹھ کر پوچھنے لگا حضور! میرا باپ کون تھا۔ فرمایا "فلاں" تھا چنانچہ آیت اتری لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ ..... الخ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دن بعض صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کیے اور بہ اصرار کیے تو آپ منبر پر آئے اور فرمانے لگے کہ آج جو بات مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھو میں تمہارے سب کچھ حالات بیان کر دوں گا۔ اصحاب کرام یہ سن کر کانپنے لگے کہ کوئی نئی بات ظاہر ہونے والی ہے اور ہر

دائیں بائیں جو میں نے دیکھا تو صحابہؓ اپنا منہ کپڑے میں ڈھانپے ہوئے رو رہے تھے۔ ایک آدمی اٹھا جس کو لوگ اس کے باپ کے بارے میں بدنام کرتے تھے کہنے لگا یا نبی اللہ! میرا باپ کون تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حذافہ" تھا۔ پھر حضرت عمرؓ اٹھ کر کہنے لگے ہمیں کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ ہمارا رب ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں اور اسلام ہمارا دین ہے۔ ہم کسی فتنے کے ظاہر ہونے سے پناہ مانگتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی طرح میں نے کبھی خیر و شر کو عیاں نہیں دیکھا۔ جنت اور دوزخ اس طرح میرے سامنے مجسم ہے گویا اس دیوار کے پیچھے ہی واقع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

● اے ایمان والو بہت سی چیزوں کا سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تم پر ظاہر کر دیا جائے تو تم کو گراں معلوم ہو کہ اس میں مشقت ہے اور اگر تم کسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس وقت قرآن اترتا ہے پوچھو گے تو اس کا حکم تم پر ظاہر کیا جائے گا پھر جب حکم ظاہر ہوتا تو تم کو بھاری معلوم ہوتا اور بوجھ ہوتا اس لئے ایسے وقت میں پوچھنا ہی نہیں چاہیے۔ اللہ نے معاف فرمایا جو تم نے پہلے کوئی سوال کیا پھر ایسا نہ کرو اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

۱۰۲۔ پہلے پیغمبروں کی امتوں نے ایسی باتیں ان سے دریافت کیں۔ سوال کو جواب ان کی باتوں کا دیا گیا اور حکم سنایا گیا پس ان سے عمل ان (احکام) پر نہ ہو سکا اور وہ کافر منکر ہو گئے۔ (تفسیر جلالین)

۱۰۳۔ بخاری نے حضرت سعید بن مسیبؒ کا قول نقل کیا ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جس کا دودھ بتوں کے لئے مخصوص مانا جاتا تھا کوئی اس کو دوہتا نہ تھا اور سائبہ وہ سانڈھنی ہوتی تھی جو دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دی جاتی تھی کوئی اس پر سوار نہ ہوتا تھا اور وصیلہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جس کے پہلے پہلا بہت میں نر اور دوسرے حمل میں مادہ پیدا ہوتی تھی یا تو مادہ کے بعد مسلسل دوسری مرتبہ میں بھی مادہ بچہ پیدا ہوتا تو بتوں کے نام پر اس کو آزاد چھوڑ دیتے تھے اس کو وصیلہ کہتے تھے۔ حام وہ اونٹ ہوتا تھا جو محدود معین عدد میں جب جفتی کر چکتا اور اس کی نسل سے مقررہ عدد میں بچے پیدا ہو چکتے تو اس کو بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے تھے پھر اس پر کسی قسم کا بوجھ نہیں لادا جاتا تھا اس کو حام کہتے تھے * حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا کہ عمرو بن عامر خزاعی دوزخ کے اندر اپنی انتڑیاں گھسیٹے پھر رہا تھا اس نے سب سے پہلے سائبہ بنانے کی رسم قائم کی * فرمایا۔ عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف اپنی انتڑیاں دوزخ کے اندر کھینچے پھر رہا ہے --- عمرو بن لحی نے ہی سب سے پہلے دین اسماعیل کو بگاڑا۔ استھان قائم کئے۔ بحیرہ اور سائبہ بنانے کی رسم ایجاد کی۔ وصیلہ کو وصیلہ اور حامی کو حامی بنانے کی بنیاد ڈالی۔ (تفسیر مظہری)

۱۰۴۔ اور جب ان لوگوں کو ان بیہودہ رسموں سے باز آنے اور قرآن و سنت کی اطاعت کرنے کو کہا جاتا تو کہتے ہیں ہمیں تمہاری راہنمائی کی ضرورت نہیں ہم تو صرف اسی راہ پر گامزن رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا

6SR

چلا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا جاہل اور گمراہ ہی کیوں نہ ہوں اور یہ ان کی ہی تقلید کریں تو معلوم ہوا کہ ایسے باپ دادا کی پیروی سے روکا جا رہا ہے جو جاہل اور گمراہ ہوں۔

لغویات مزید : أَشْيَاءَ : باتیں۔ شَيْءٌ کی جمع۔ جس کے معنی ہر اس چیز کے ہیں جو جانی جا سکے اور اس کے متعلق خبر دی جائے • تَسُؤْكُمْ : وہ تم کو بری لگے وہ تم کو غمگین کرے (نَصَرَ) تَسُوْءُ رَسُوْءٌ سے جس کے معنی غمگین کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ٥ لَا تَسْئَلُوْا : سوال مت کیا کرو جس کا مادہ سل ہے سوال کے معنی مانگنا کے ہیں ٥ حِيْنَ : وقت، مدت، زمانہ اَحْيَانٌ جمع، حین کسی شے کے بلوغ اور حصول کے وقت کا نام ہے اس کے معنی میں جو ابہام ہے مضاف الیہ سے اس کی تخصیص ہو جاتی ہے ٥ عَفَا : اس نے معاف کیا۔ اس نے بخش دیا اس نے گناہ مٹا دیئے عَفْوٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب واضح رہے کہ عَفْوٌ کا استعمال جب کسی کے جرم کو معاف کرنے کے لئے ہوتا ہے تو اس کا تعدیہ بذریعہ عن ہوتا ہے ٥ غَفُوْرٌ : خوب بخشنے والا، بڑا معاف کرنے والا۔ صیغہ مبالغہ نکرہ، حالت رفع ٥ أَصْبَحُوْا : وہ ہو گئے۔ اصل میں صبح کی افعال ناقصہ میں سے ہے۔ إِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ٥ جَعَلَ : اس نے کیا اس نے بنایا اس نے ٹھہرایا جَعْلٌ سے جس کے معنی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ٥ بَحِيْرَةٍ : بحیرہ، کان پھٹا۔ حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ فرماتے ہیں "یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ نیا نر کھتے بت کی تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو اور اس کو بحیرہ کہتے (موضح القرآن) سَآئِبَةٍ : سائبہ، اہل جاہلیت مواشی میں سے جو جانور بت کے نام پر آزاد کرتے اور اسے اپنے اختیار پر چھوڑ دیتے وہ سائبہ تھا ٥ وَصِيْلَةٍ : وہ نوخیز اونٹنی جس کے سب سے پہلے حمل میں مادہ بچہ ہو اور دوسری مرتبہ کا بھی پہلی بار مادہ بچہ ہو جب کہ دونوں مرتبہ کے کا بچہ ہی مسلسل مادہ بچہ پیدا ہو جاتا بیچ میں کوئی نر بچہ فاصل نہ ہوتا تھا اس لئے اس کو وصیلہ کہا جاتا تھا اسی اونٹنی کو عرب کے مشرک بتوں کے نام پر سائبہ کی طرح چھوڑ دیتے تھے اس کا دودھ نہیں دوہتے تھے ٥ حَامٍ : حامی، حفاظت والا اونٹ، شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن میں فرماتے ہیں وہ جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہو لیتے لائق سواری کے اور اس کو چھوڑتے اس باپ کو لادنا موقوف کرتے اور چارے پانی پر سے نہ ہانکتے وہ حامی تھا ٥ يَفْتَرُوْنَ : جمع مذکر غائب مضارع منفی فَتْرٌ مصدر (نصر) وہ موقوف نہیں کرتے وہ سستی نہیں کرتے ٥ تَعَالَوْا : تم آؤ تَعَالِيٌّ سے جس کے معنی بلند ہونے اور آنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تعال کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو بلند مقام کی طرف بلایا جائے لیکن ہر جگہ بلانے کے لئے اس کا استعمال کیا گیا۔ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ یہ عُلُوٌّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی رفعت منزلت کے ہیں تو گویا تَعَالَوْا میں رفعت منزلت کے حصول کی طرف

قرآن مجید میں جہاں تعالوا کا استعمال ہوا ہے وہاں یہ چیز موجود ہے۔ علمائے لغت نے تصریح کی ہے کہ تعال مطلقاً ھلمّ کے ہم معنی ہے ○ حَسْبُنَا : ہم کو کافی ہے، ہم کو بس ہے۔ حَسْبُ مضاف، نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ○ وَجَدْنَا : جمع متکلم ماضی معروف۔ ہم نے پایا، ہم نے پایا ○ آبَآءَهُمْ : ان کے باپ دادا، آبآءَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

- ایسے سوالات جن کے جواب رنج و ملال کا باعث ہوں و نیز غیر مفید بے مطلب اور نقصان رساں سوالات سے روکا گیا ہے۔ ایسی باتیں جو لوگ عموماً ہی کیا کرتے ہیں اور بعض ان کو متعلقہ لوگوں تک پہنچایا بھی منع ہے اس سے دلوں میں رنجش پیدا ہوتی ہے ✡ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سب جانتے اور ملاحظہ فرماتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں جانتے اور نہیں دیکھ سکتے یہ حضور انور کے خصائص مقدسہ سے ہے
- امم سابقہ اپنے نبیوں سے بہت سارے سوالات کیا کرتی تھیں اور جب بعض حقائق و احکام سنائے جاتے تو وہ ان قرآن احکام کو بجا نہیں لاتے تھے اس وجہ سے وہ منکرین کفار میں شمار ہوئے
- بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو مشروع نہیں فرمایا۔ جنہوں نے ان رسومات کو ایجاد کیا وہ دوزخ میں عذاب کی شدت میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتے پھرا کرتے پائے گئے۔
- گمراہ و منکر بڑے ضدی ہوتے ہیں جب انہیں ایمان، اصلاح اور فلاح کی طرف بلایا جاتا ہے تو کہا کرتے ہیں کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں وہی کافی ہے جو ہمیں اپنے آبا و اجداد سے ملا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا علم و عقل و ہدایت سے دور ہی کیوں نہ ہوں یہ اپنی ضد کی وجہ سے ایسی بات کہتے ہیں۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جاہل اور گمراہ لوگوں کے بجائے ہدایت یافتہ اہل علم و فضل کی بات مانی جائے، یعنی ایسے آبا و اجداد کی پیروی سے منع کیا جا رہا ہے جو جاہل اور گمراہ ہوں اور یہاں ائمہ مجتہدین، علمائے ربانی اور اولیاء کاملین کے روشن راستے پر چلنے کی سعادت حاصل کی جائے کیونکہ ان کی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کاملہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ
جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ
أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ
ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ
فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ
شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ ۝ ١٠٦

اے ایمان والو! اپنی فکر رکھو جب تم راہ راست پر قائم رہو گے تو جو گمراہ ہے وہ تمہارا
کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ تم سب کی اللہ ہی کی طرف واپسی ہے پھر وہ تم کو ان اعمال کی اطلاع دے
گا جو تم کرتے رہے تھے ✱ اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو آدمیوں کا وصی ہونا مناسب ہے
جب کہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے وصیت کے وقت۔ وہ تم میں سے ہوں یا غیر مسلموں میں
سے کوئی دوسرے دو آدمی ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو اور تم پر موت کا حادثہ آ پڑے۔
دونوں وصیوں کو روک کے رکھو۔ نماز کے بعد اگر تم کو شبہ ہو تو پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں (اور
کہیں) کہ اس قسم کے عوض ہم کوئی دنیوی نفع لینا نہیں چاہتے اگرچہ کوئی قرابت دار ہی
ہو اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہیں رکھیں گے (ورنہ) اس حالت میں ہم سخت گناہ گار
ہوں گے (۵/۱۰۵ تا ۱۰۶)

۱۰۵۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی ذات سے نفع کے ہر نیکیوں کی کوشش کرتے رہو جس نے
آپ اپنی اصلاح کر لی چاہے قریب و بعید کی ساری دنیا خراب ہو رہی ہو تم کو اس کا کوئی نقصان نہیں
پہنچتا جب بندہ حلال و حرام میں میری اطاعت کرے تو کوئی کتنا ہی گمراہ کیوں نہ ہو جائے اس کو کوئی
مضرت نہیں۔ تم سب اللہ کی طرف آنے والے ہو اللہ تمہیں بتا دے گا تم اچھا کرتے تھے یا برا کرتے
تھے جس کا عمل نیک ہوگا اس کو اچھی جزا ملے گی اور جس کا بد عمل ہوگا اس کو بری سزا ملے گی اس
آیت کے مفہوم سے یہ دلیل نہیں لی جا سکتی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ضروری نہیں اہل
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو
لیکن اس کے مفہوم پر اس کو رکھتے نہیں دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر
کوئی قندہ کی بات دیکھیں اور پھر اسے غیرت نہ آئے اور غصہ نہ آئے تو کیا عجب کہ اللہ دونوں کو
عذاب میں لپیٹ لے۔ اے لوگو جھوٹ بولنے سے بچو۔ جھوٹ انسان کو ایمان سے ہٹا دیتا ہے
اور ثعلبہ الخشنی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا
تو آپ نے فرمایا تم اپنی اپنی بیٹوں سمجھانے کے بعد بے فکر ہو کر بیٹھ نہ رہنا۔ امر بالمعروف اور

نہی عن المنکر برابر کئے جاؤ اس وقت تک کہ تم دیکھو کہ بخل اور تنگ دلی عام ہو جائے، لوگ خواہشات
کی پیروی کرنے لگیں، دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگیں، ہر شخص اپنی ہی رائے پر اکڑنے لگے کسی ناصح کی
کچھ نہ سنے اس وقت اپنی فکر میں لگ جاؤ اور ناکاروں کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ تمہارے بعد ایسا ہی زمانہ
آنے والا ہے کہ اس میں دم سادھ کر بیٹھنے والا ایسی مشکلات میں ہو گا گویا آگ کو ہاتھ میں لئے ہوئے
ہے ایسے وقت نیک عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے نیک عمل کے برابر اجر ملے گا۔ کہا کیا
یا رسول اللہ کیا ہمارے پچاس آدمی یا اس گروہ کے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تمہارے پچاس نیک آدمی
حضرت ابن مسعودؓ سے کسی نے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو کہا کہ آج تو خیر تمہاری بات مان لی جاتی ہے
لیکن قریب ہے وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم خیرخواہی کی بات کہو گے اور وہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا
برا برتاؤ کریں گے اس وقت جیسے چاہے دیکھتے جاؤ اور کچھ نہ بولو وہ گمراہ ہوں گے تو تم پر کچھ
آنچ نہیں (تفسیر ابن کثیر)

۱۰۶۔ اے مسلمانو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور وصیت کرنا چاہے تو وصیت کے وقت اپنے عزیزوں
قرابت داروں میں سے دو متقی پرہیزگار گواہ مقرر کرے جن کے سامنے وصیت کرے اور انہیں اپنی وصیت
پر گواہ بناوے۔ اور اگر مرنے والا سفر میں ہو جہاں اسے اپنے عزیز قرابت دار گواہ نہ مل سکیں
اور اسے موت کا حادثہ پیش آ جاوے تو وہاں ہی سے اجنبی متقی مسلمانوں کو گواہ بنا لے
پھر جب کہ مرنے والا مر جاوے اور یہ گواہ گواہی دینے وارثوں کے پاس آویں اور اے وارثو!
اور حاکمو! تم کو ان کی گواہی کے متعلق شک و شبہ ہو کہ یہ لوگ جھوٹی گواہی دے رہے ہیں یا انہوں
نے مال میں خیانت کی ہے تو تم ان دونوں کو نماز ظہر کے بعد مسلمانوں کے مجمع میں کھڑا کرو وہ سب کے
سامنے گواہی دینے سے پہلے یہ قسم کھائیں کہ اللہ کی قسم ہم کبھی گواہی دیں گے کسی سے کچھ مال لے کر
جھوٹی گواہی نہ دیں گے اگر ہمارا کوئی عزیز بھی ہم کو روپیہ دے تو بھی جھوٹی گواہی نہ دیں گے۔ اللہ کی طرف
سے جس گواہی کی ہم پر ذمہ داری ہے ہرگز نہ چھپائیں گے نہ گھٹائیں گے نہ بڑھائیں گے اگر ہم ایسا کریں تو
تو ہم سخت مجرم ہیں اور ہم ظالم قوم سے ہیں جو اپنے بھائی مسلمانوں پر ظلم کرتا ہے سخت مجرم ہے۔
خیال رہے اس آیت کریمہ کی اور چند تفسیریں بھی ہیں مگر یہ تفسیر نہایت آسان اور قوی تر ہے
اس تفسیر کی بنا پر نہ کوئی اعتراض ہے اور نہ آیت کریمہ کو منسوخ ماننا پڑتا ہے (اشرف التفاسیر)

مفردات مزید : يَضُرُّ : واحد مذکر غائب مضارع مرفوع ضَرٌّ سے مشتق وہ نقصان پہنچاتا ہے۔ نقصان
پہنچایا تھا۔ منفی مرفوع نہ نقصان پہنچاوے، وہ نہیں نقصان پہنچانے کا ○ ضَلَّ : گمراہ ہوا، بہکا
بھٹکا، راہ سے دور جا پڑا، کھو گیا، ضائع ہو گیا، گم ہو گیا، ہلاک ہو گیا۔ ضَلَالٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب ○ مَرْجِعُكُمْ : مصدر مضاف کُمْ ضمیر مخاطب مضاف الیہ، دوبارہ

ہمارا لوٹنا، تب دا لوٹایا جانا۔ لازم بھی ہے متعدی بھی۔ اول کا مصدر رُجُوعٌ اور دوسرے کا رَجْعٌ ہے۔ یہ رَجْعٌ کو
لازم بھی کہا جاتا ہے اور متعدی بھی۔ باب ضرب سے یہ رَجَعَ اگرچہ مصدر آتا ہے لیکن یہ شاذ ہے۔ ذکریٰ کو حرکت
سے منفصل کے وزن پر مصدر آتا تا دوسرے عین کا فتحہ آتا ہے (قاموس) رجوع کا اصل معنی ہے مقام آغاز
کی طرف دوبارہ لوٹنا خواہ آغاز حقیقی ہو یا اس کو نقطہ آغاز مان لیا گیا ہو۔ تمام انسان اس دنیا میں اللہ
کی طرف سے آتے ہیں وہی مبدء اور نقطہ آغاز ہے دنیا میں زندگی کی شاہراہ طے کر رہے ہیں اس طول چکر
کو طے کرنے کے بعد پھر مبدء اول سے مل جاتے ہیں گویا جو نقطہ آغاز تھا وہی لوٹ کر نقطہ انجام بن جاتا ہے ○
شَهَادَة: گواہی، قطعی خبر، ظاہر، کھلا۔ اصل میں یہ شَهِدَ يَشْهَدُ کا مصدر ہے لیکن اسم
ہو کر بھی استعمال ہوتا ہے شَهَادَاتٌ جمع۔ امام راغب لکھتے ہیں "شُهُودٌ اور شَهَادَةٌ
کے معنی اس کے حضور (موجود رہنے، سامنے رہنا) کے ہیں جو شاہد ہو رکھے ہے تو ہو خواہ شاہد ہوا بصر کے ساتھ
ہو یا بصیرت کے ذریعہ اور کبھی صرف حضور کو جیسے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (دانائے غیب و ظہور)
لیکن شُهُود کا استعمال) حضور مجرد کے ساتھ اولیٰ ہے اور شَهَادَة کا اس حضور کے لیے کہ جو شاہد ہو
کے ساتھ ہو نیز شہادہ وہ بیان ہے جو اس علم کی بنا پر میسر ہو کہ جو شاہد ہو بصیرت یا
مشاہدہ بصر کے ذریعہ حاصل ہوا ہوتا ہے ○

سلسلہ فرمان حق تعالیٰ ۔۔ معلومات مزید :

حَضَرَ : وہ آیا ، وہ حاضر ہوا (نَصَرَ) حُضُوْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ○ اَلْوَصِيَّةُ : مصدر (سمع) وصیت ابتداء اسلام میں والدین اور دوسرے اقرباء کے لئے مال دینے کی وصیت کرنا فرض تھی آیتِ میراث سے اس کا حکم کالعدم ہو گیا ۔ اَلْوَصِيَّةُ : مصدر (سمع) وصیت کرنا ○ ذُوْ : والا صاحب ، اسم ہے اس کے ذریعہ اسماء اجناس و انواع سے موصوف کیا جاتا ہے یہ اسماء ستہ مکبرہ میں سے ہے یعنی ان چھ اسموں میں سے ہے کہ جب ان کی تصغیر نہ ہو اور وہ غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کو پیش کی حالت میں واؤ ، زبر کی حالت میں یا الف آتی ہے جیسے ذُوْ ، ذَا ، ذِیْ ۔ یہ ہمیشہ مضاف ہو کر ہی استعمال ہوتا ہے اور اسم ظاہر ہی کی طرف مضاف ہوتا ہے ضمیر کی طرف نہیں اور اس کا تثنیہ بھی آتا ہے اور جمع بھی ذَوَا : والے ، صاحب ، ذُوْ کا تثنیہ بحالت رفع ○ ضَرَبْتُمْ : تم نے سفر کیا ۔ تم چلے ضَرْبٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں بھی ضرب کا استعمال چلنے ہی کے معنی میں ہے ۔ "ضرب فی الارض" کے معنی زمین پر چلنے کے ہیں ○ اَصَابَتْکُمْ : وہ تم کو پہنچی اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ○ مُصِيْبَةُ : اسم فاعل واحد مونث معرفہ مضاف ۔ غم ، تکلیف ، سختی ، دکھ پہنچانے والی ہر چیز ○ اِرْتَبْتُمْ : تم شک میں پڑے اِرْتِيَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ○ نَشْتَرِیْ : جمع متکلم مضارع (منفی) اِشْتِرَاءٌ مصدر باب افتعال ۔ ہم اس کا عوض (نہیں) لینا چاہتے ۔ شراءٌ اور شری اپنے قبضہ کی کوئی خارجی چیز دے کر کوئی دوسری چیز لے لینا ۔ اپنے پاس کی کوئی چیز دے کر غیر مقبوض چیز کو لے لینا خواہ دونوں چیزوں میں سے کوئی چیز بھی بیرونی اور خارجی نہ ہو بلکہ ایک حقیقت اور معنی ہو ۔ ایک چیز یا حقیقت سے روگردانی اور دوسری چیز یا حقیقت کی طرف توجہ خواہ پہلی چیز اپنے قبضہ میں نہ ہو تو اس کو لے لینے کا اختیار رہے ۔" امام راغب نے کہا ہے کہ اگر کسی چیز کا تبادلہ روپیہ سے کیا جائے تو روپیہ دینے والا مشتری اور چیز دینے والا بائع کہلاتا ہے اور اگر سامان کا سامان سے تبادلہ کیا جائے تو ہر فریق کو بائع بھی کہا جا سکتا ہے اور مشتری بھی ۔ اسی لئے بیع و شراء میں سے ہر لفظ دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے ۔ (المفردات) ○ ثَمَنًا ۔ ثَمَنٌ : مول ، قیمت ، اسم ہے بیچنے والا جو کچھ فروخت شدہ چیز کے مقابلہ میں لیتا ہے خواہ زر نقد ہو یا سامان اس کا نام "ثمن" ہے اور ہر وہ چیز جو کسی چیز کے عوض میں حاصل کی جائے وہ اس کا ثمن کہلاتا ہے ○ نَكْتُمُ : جمع متکلم مضارع کَتْمٌ مصدر (نصر) ہم نہیں چھپاتے ہیں ۔

- جاہل جو مشورہ اگر نہیں مانتے تو تم کچھ پروا نہ کرو تم اپنی فکر کرو کسی کا گمراہ ہونا تمہارے لئے کچھ مضر نہیں جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا ۔ یہاں حتی المقدور وعظ و نصیحت میں کمی نہ کرو ۔ حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد میں نے سنا ہے کہ جب لوگ کسی بری بات کو دیکھ کر اس کو دور نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ عنقریب سب پر بلائے عام نازل کرے گا ۔ (ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ ، ابن جریر ، دار قطنی)

- بخاری ، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ تمیم داری اور عدی بن بدا تجارت کے لئے شام کو گئے اس زمانہ میں یہ دونوں عیسائی تھے ان کے ساتھ عمرو بن عاص کے آزاد کردہ

معدوم ہو جاتی تھی۔ بدیل مسلمان تھے شام پہنچ کر بدیل بیمار ہوگئے (موت کا یقین ہوگیا تو) اپنے موجودہ سامان
کی ایک فہرست لکھ کر سامان ہی میں ڈال دی اور ساتھیوں کو اطلاع نہیں دی بلکہ دونوں ساتھیوں کو وصیت
کر دی کہ میرا سامان میرے گھر پہنچا دینا پھر مر گئے۔ دونوں ساتھیوں نے سامان کی تلاشی لی تو سامان میں
چاندی کا ایک برتن ملا جس کا وزن تین سو مثقال تھا اور اس پر سنہری کام کیا ہوا تھا دونوں نے
وہ برتن لے کر چھپا لیا اور پھر کاروبار سے فارغ ہو کر جب مدینہ لوٹے تو بدیل کے گھر والوں کو بدیل کا
سامان پہنچا دیا۔ بدیل کے گھر والوں نے سامان کی جانچ کی تو اس کے اندر موجودات کی ایک فہرست لکھی ہوئی نکلی
انھوں نے تمیم اور عدی سے آکر پوچھا تو کیا اس نے کوئی تجارت کی تھی دونوں نے جواب دیا نہیں۔ گھر والوں
نے کہا تو کیا اس کی بیماری لمبی ہو گئی تھی کہ اس کو کوئی چیز خرچ کرنی پڑی ہو تو دونوں نے کہا نہیں اس
وقت گھر والوں نے کہا ہمیں سامان میں ایک تحریر ملی ہے جس میں پورے سامان کی فہرست ہے اس سامان میں
ہی چاندی کا ایک پیالہ سونے کے ملمع والا جس کا وزن تین سو مثقال تھا موجود نہیں ہے۔ دونوں نے
جواب دیا ہمیں معلوم نہیں ہم سے اس نے کہا تھا کہ سامان تمہارے پاس پہنچا دیں ہم نے پہنچا دیا ہم کو
برتن کا کچھ علم نہیں غرض انھوں نے انکار کر دیا اور معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پیش کیا گیا اس پر آیت نازل ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد ان دونوں کو بلایا اور ان سے قسم لی وہاں انھوں نے
قسم اٹھالی۔ کچھ عرصہ بعد وہ پیالہ مکہ کے ایک سنار کے پاس پایا گیا اس نے بتایا کہ میں نے یہ پیالہ تمیم اور
عدی سے ایک ہزار درہم میں خریدا ہے چنانچہ پھر مقدمہ دربار رسالت میں پیش ہوا اس آیت کے مطابق
اس دفعہ بدیل کے وارثوں سے قسم لی گئی کہ یہ پیالہ بدیل کا ہے اس نے فروخت نہیں کیا بلکہ تمیم
اور عدی نے خیانت کی ہے چنانچہ ان دونوں کے خلاف فیصلہ صادر ہوا۔ اور ان سے ہزار درہم لے کر وارثوں
کو دیا گیا